Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 295-308
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

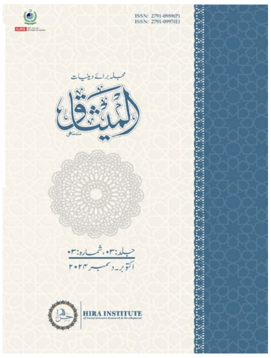

Article QR

”اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں“ از تسنیم کوثر کا تعارفی مطالعہ

“Islam's kā ‘Askarī Niẓām: Sīrat al Nabī (ﷺ) kī Roshnī Main” by Tasnīm Kauthar: An Introductory Study

1. Kalsoom Akhtar *kalsoomakhtar205@gmail.com*	*PhD Scholar,* *Department of Islamic studies,* *The University of Faisalabad.*
2. Pro.Dr. Matloob Ahmad *(Corresponding Author)* *dean.is@tuf.edu.pk*	*Dean,* *Faculty of Arts and Social Sciences,* *The University of Faisalabad.*

How to Cite:	Kalsoom Akhtar and Dr. Matloob Ahmad. 2024: “Islam's kā ‘Askarī Niẓām: Sīrat al Nabī (ﷺ) kī Roshnī Main” by Tasnīm Kauthar: An Introductory Study”. Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 295-308.
Article History:	**Received**: 30-11-2024 / **Accepted**: 20-12-2024 / **Published**: 31-12-2024
Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI · Advanced Sciences Index · CiteFactor · Google Scholar · Urdu Jaraid · Asian Research Index · SCI · Tahqeeqat · ADL Asian Digital Library · EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE *of Social Sciences Research & Development*

"اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں" از تسنیم کوثر کا تعارفی مطالعہ

"Islam's kā 'Askarī Niẓām: Sīrat al Nabī (ﷺ) kī Roshnī Main" by Tasnīm Kauthar: An Introductory Study

1. **Kalsoom Akhtar**
PhD Scholar, Department of Islamic studies, The University of Faisalabad.
kalsoomakhtar205@gmail.com

2. **Dr. Matloob Ahmad**
(Corresponding Author)
Dean, Faculty of Arts and Social Sciences, The University of Faisalabad.
dean.is@tuf.edu.pk

Abstract

Presents an in-depth exploration of the life and teachings of Prophet Muḥammad (ﷺ), focusing on the spiritual, moral, and ethical dimensions of his character. Through a wellresearched narrative, the author emphasizes the Prophet's role as a guide, a reformer, and a source of inspiration for humanity. The book aims to provide readers with a comprehensive understanding of Islamic principles and how they can be applied to contemporary life. Structured in a detailed manner, it covers various aspects of the *Sīrah* (biography), including the Prophet's personal life, his dealings with people, and his strategies in facing societal challenges. By offering insights into the Prophet's exemplary behavior and leadership, seeks to inspire readers to emulate these values in their daily lives. It is a valuable resource for scholars, students, and general readers interested in understanding the profound legacy of Islam's final Prophet (ﷺ).

Keywords: *Qur'ān, Ḥadīth, Sīrah, Societal Challenges, Leagacy.*

تمہید

خواتینِ اسلام نے دینِ متین کے جن مختلف شعبہ جات میں گراں قدر علمی و عملی خدمات سرانجام دی ہیں، ان سب کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ مشعلِ راہ رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ و اسلوب اور تعلیمات کے تناظر میں خواتین نے قولاً اور فعلاً خدمات کو سرانجام دیا۔ خواتینِ اسلام نے دین متین کی جس مانند خدمت کی ہے اس کی مثال مذاہبِ عالم میں میسر نہیں آتی اور جس قدر متعدد میادین مسلم خواتین نے زیر کئے ہیں اس سے مشابہت بھی کسی تہذیب و تمدن میں نہیں پائی جاتی۔ انھی میادین میں سے ایک میدان "میدانِ کارزار" ہے، قرونِ اولیٰ میں جس طرح ڈٹ کر میدانِ جنگ میں انہوں نے بہادری کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی خراجِ تحسین پیش کرنے کے قابل ہے۔ تاہم قرنِ ہذا میں جب جہاد اور مسلم حکمرانوں کے مابین ایک تنوع پایا جاتا ہے اور حالات یہاں تک آ گئے کہ کئی اہل علم نے جہاد کے خلاف فتاویٰ جاری کئے تو مصنفہ "تسنیم کوثر" نے کتاب "اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں" جیسے اہم عنوان پر قلم اُٹھایا اور قرونِ اولیٰ کی خواتین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اور اپنی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، جہاد کی دینی اور معاشرتی حیثیت کو اُجاگر کیا ہے۔ پروفیسر منور ابن صادق لکھتے ہیں:

> "مصنفہ محققہ تسنیم کوثر صاحبہ نے عجیب و غریب موقع پر اسلامی عسکریات کو موضوع تحقیق بنایا ہے۔ ایک عرصے سے مسلمان عملاً جہاد سے دست بردار ہو کر بیٹھے ہیں اور اس دوران مسلمانوں کے اندر سے اُٹھ کر بعض دانشوروں نے نظری

طور سے بھی جہاد و قتال کو منافی اسلام قرار دے ڈالا اور یوں اُمت مسلمہ کے جسد ناتواں سے روح جہاد نکالنے کی سعی نامشکور کے مرتکب ہوئے۔ مسلمان حکمرانوں کے بزدلانہ انداز کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر سے بعض لوگوں نے غیرت مندانہ اشتعال کی وجہ سے اسلحہ بند ہو کر ظالم و جابر قوتوں کے خلاف معرکہ آرائی شروع کر دی اور ہمدردوں کے ہاتھوں 'مجاہدین' اور 'حریت پسند' کے القاب سے ملقب ہوئے، جبکہ جابر و فاسق حکمرانوں نے ان پر دہشت گردی کا لیبل لگا دیا۔ جواباً مجاہدین اور حریت پسند اپنے مخالفین کو دہشت گردی کا مرتکب قرار دے کر اپنی کاروائیوں کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ یوں صورت حال بے حد ابہام کا شکار ہے اور محاکمے کے لیے کسی معروضی معیار کی متقاضی ہے۔ یہ معروضی معیار صرف اور صرف اسوہ رسول مقبول ﷺ ہی ہو سکتا ہے اور اس لحاظ سے محترمہ تسنیم کوثر صاحبہ کی زیر نظر تصنیف بڑی بروقت ہے۔ [1]

کتاب ہذا میں انہوں نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے ناقابلِ فراموش پہلو "عسکریت و جہاد" پر تحقیقات پیش کی ہیں۔ چنانچہ کتاب ہذا میں درج ذیل امور کا بیان ملتا ہے:

1. عسکریات قبل از اسلام
2. اسلام کا نظامِ حیات
3. اسلامی سیاسیات
4. اسلامی حکومت اور عسکریت
5. سیرت النبی ﷺ بطور ماخذِ جہاد

مذکورہ پانچ عناوین دراصل نہ صرف کتاب کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ اس کی علمی مباحث کو بھی آشکار کرتے ہیں۔ اس تناظر میں کتاب ہذا فکری اصلاح و ترقی اور اسلامی عسکریت کے احوال و خدوخال کو بہت ہی عمدہ انداز میں بیان کرتی ہے جس میں آپ ﷺ کا تصورِ تبلیغ، تصورِ جہاد اور جہادی اُسوہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ مصنفہ "تسنیم کوثر" کی کتاب "اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں" ایک مختصر مگر جامع و معانع تصنیف ہے جس میں بنیادی مآخذ سے بالخصوص اور ثانوی مآخذ سے بالعموم ذکر کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر کے محققین میں سے انہوں نے اہل علم حضرات سے خصوصی استفادہ حاصل کیا ہے جس میں انہوں نے دورِ جدید کے محققین کی آراء کو خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ تحقیق ہذا میں جو ایڈیشن استعمال کیا گیا ہے اس کے ناشر صادق پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور ہیں، سن اشاعت 2005ء اور اشاعت اول ہے۔

اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں" کا مجموعی اثر

محترمہ "تسنیم کوثر" کی تصنیف "اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی کی روشنی میں" کا ظاہری جائزہ لیا جائے تو اس کے مجموعی اثر کے بارے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب ایک ظاہری شکل و شباہت سے مختصر کتاب کی نوعیت رکھتی ہے۔ جس کے مختلف ایڈیشن چھپ چکے ہیں تاہم ہمارے زیر مطالعہ ایڈیشن جدید طباعت کے ساتھ "صادق پبلیکیشنز، لاہور" کی جانب سے پہلا ایڈیشن ہے جو اکتوبر 2005ء میں شائع ہوا۔ اس ایڈیشن کے 192 صفحات ہیں جن میں سے صُلبِ موضوع 167 صفحات پر مشتمل ہے جبکہ کتاب ہذا کا مقدمہ 12 صفحات پر محیط ہے، جس میں "تقدیم از پروفیسر منور ابن صادق"، "تقریظ از جسٹس ڈاکٹر منیر احمد مغل"، "حرفِ احساس از محمد منیر افضل" اور "تعارف از مصنفہ کتاب تسنیم کوثر" کا ہے۔

کتاب کے عناوین کی فہرست "انتساب" اور "عرضِ ناشر" کے بعد مباحث سے قبل دی گئی جو "مندرجات" کے نام سے ہے جس

میں "باب"، "عنوان" اور "صفحہ" کے تحت عناوین کو مرتب کیا گیا ہے۔ کتاب کی موضوعاتی فہرست دو صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب میں دیگر فہارس مثلاً فہرست آیات، فہرست احادیث، فہرست اعلام واماکن وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا، تاہم کتاب کے اختتام پر "کتاب نامہ" کے عنوان سے مباحث سے متعلقہ "مصادر و مراجع" کی "الف بائی ترتیب" میں فہرست تیار کی گئی ہے، جس میں 100 کتب کی فہرست دی گئی ہے جن سے مصنفہ نے استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ کتاب "وزارتِ مذہبی امور، حکومت پاکستان" کی جانب سے 2003ء میں منعقدہ مقابلہ "کتب خواتین بر موضوعاتِ اسلامی" میں "سوم" انعام حاصل کر چکی ہے۔

"اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں" کا خصوصی مطالعہ

سیرت النبی ﷺ کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے ہر گوشے سے معلومات اکٹھا کی جاتی ہیں۔ قرآن کریم، احادیث مبارکہ اس کا ایک بنیادی ماخذ ہیں۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ کے پہلوؤں اور جہات میں جس قدر اضافہ سامنے آیا ہے اس کی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے سیرت النبی ﷺ کے پہلوؤں اور جہات کے بارے میں فرمایا:

> وآنچہ متعلق بوجود باوجود پیغمبر ﷺ وصحابہ اکرام و آل عظام اوست از ابتدائے تولد آنجناب تاغایت وفات آں راسیرۃ نامند۔[2]
>
> اور جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ کے وجود مسعود اور صحابہ کرامؓ، آپ ﷺ کی اہل بیت اور آل سے متعلق سرورِ کائنات ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے حالات ہیں انہیں علوم وفنون اسلامیہ کی اصطلاح میں سیرت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

یعنی ہر وہ چیز جس کا تعلق نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ ہو، اس کے بارے میں معلومات دراصل سیرت کے خصوصی مفہوم میں شامل ہوتی ہیں اور اسی کو عصری اصطلاحات کے تناظر میں "سیرت النبی ﷺ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

> ہر وہ چیز، جس کا حضور ﷺ کی ذات گرامی سے ذرہ برابر بھی تعلق ہے۔ بے شک کوئی براہِ راست تعلق نہ ہو، لیکن تھوڑا سا تعلق بھی ہو تو اس کو بھی سیرت کے مطالعہ کے دائرہ میں لایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ چیزیں جن کا کوئی اثر حضور ﷺ کے پیغام کو سمجھنے پر نہیں پڑتا ان کو بھی مدون کر لیا گیا۔[3]

یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر کے محققین نے رسول اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے پہلوؤں کو جانا سمجھا اور پھر ان کے عناوین مقرر کرکے ان میں انفرادی صورتوں میں اپنی تحقیقات پیش کیں، تاکہ سیرت طیبہ کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔ مصنفہ "تسنیم اختر" نے بھی حیات مبارکہ کے ایک پہلو "نبی کریم ﷺ بحیثیت سپہ سالار" کو پیش نظر رکھا اور اس باب میں اپنی خدمات کو پیش کیا تاکہ رسول اکرم ﷺ کے معرکوں میں جن اصولوں اور قوانین کے ساتھ اخلاقیات کا مظاہرہ کیا گیا تھا اس پر روشن ڈالی جاسکے، چنانچہ اس تناظر میں محترمہ "تسنیم کوثر کی سیرت نگاری" میں جو باتیں واضح ہوتی ہیں وہ آئندہ سطور میں پیش کی جاتی ہیں۔

جامع ومانع مختصر سیرت النبی ﷺ

کتاب ہذا کا عنوان "اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی کی روشنی میں" سیرت طیبہ کی جہات کے لحاظ سے ایک مختصر اور جامع عنوان ہے۔ اس عنوان کے تحت تصنیف ہذا ایک مختصر مگر جامع ومانع تصنیف ہے، اس کتاب میں مصنفہ نے جن عنوانِ سیرت کو اختیار کیا ہے اس میں

انہوں نے کوشش کی ہے کہ ممکنہ طور پر عنوان کی جامعیت پر کلام کرتے ہوئے مختلف پہلوؤں کو سمیٹا جائے۔ چونکہ اس کتاب کا اصل موضوع "غزوات النبی ﷺ" ہیں اس لحاظ سے بھی یہ کتاب جامع انداز میں رسول اکرم ﷺ کے غزوات کو اپنے اندر شامل رکھتی ہے۔ تاہم یہ کتاب طوالت کے مانع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے جنگی معرکوں کو مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے ان کے خاطر خواہ تفصیلات سے اجتناب کیا گیا ہے۔

استدلال بالقرآن

قرآن کریم رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ ﷺ کے طریقہ کو سمجھنے اور جاننے کا سب سے بنیادی سبب ہے۔ اس کے بغیر آپ ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کے رجحانات کی معرفت نامکمل ہے۔ سید دو عالم ﷺ کے اسوہ کو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے اور آپ ﷺ نے جن اصولوں کو اپنی زندگی میں اختیار کیا اس کی پہچان بھی ہمیں قرآن کریم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین نے سیرت النبی ﷺ کو بیان کرتے ہوئے آیاتِ قرآنیہ سے استدلّات کو کلیدی درجہ دیا ہے۔ چنانچہ کتاب ہذا میں بھی مصنفہ نے مختلف مقامات پر سیرت النبی ﷺ کے دروس کو قرآن کریم کی روشنی میں نکھار کر بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جو جہاد اسلامی کا تصور پیش کیا ہے اس کی اہمیت کے حوالے سے انہوں نے درج ذیل آیات طیبہ کو اپنی کتاب کا حصہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ[4]

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

مزید یہ آیت مبارکہ بھی نقل فرمائی:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ[5]

تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آیت 177، سورۃ اٰل عمران کی آیت 154، 159، 160، سورۃ الانفال کی آیت 45، 60، 65، سورۃ التوبۃ کی آیت 111، سورۃ الاحزاب کی آیت 16 کا اسی تناظر میں ذکر فرمایا ہے۔ یونہی دیگر کئی مقامات پر بھی قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔ جبکہ اصول و آدابِ جہاد کو واضح کرنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کو ان آیات مبارکہ کے تناظر میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپ لکھتی ہیں:

> اسلامی جہاد کوئی اندھا دھند جنگی کارروائی نہیں جس میں مخالف کا تہس نہس کرنا مقصود ہو۔ یہاں فنی مہارت کے طریقے اپنی جگہ لیکن اخلاقی اصول ان سے کہیں بالاتر حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم میں بڑی صراحت کے ساتھ ان اصولوں کی نشان دہی کی گئی ہے اور پھر سیرت النبی ﷺ میں ان کا عملی نمونہ بھی موجود ہے۔[6]

یہی وہ بات تھی جس کی جانب کہا گیا تھا کہ مصنفہ نے اس بات کا خصوصی خیال رکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کو قرآن کریم کے تناظر میں لازماً دیکھا جائے اور واضح کر دیا جائے کہ آپ ﷺ کا عمل اور قرآن کریم کی تعلیم ایک ہی سکے کے دو پہلو ہیں۔ آپ ﷺ کے جہاد کے اصول و آداب کے بارے میں جن آیات کا ذکر فرمایا گیا ہے اس میں سے ایک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ[7]

اور حد سے نہ بڑھو، اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

ایک اور مقام پر رسول کریم ﷺ کے جنگی معرکوں میں اختیار کردہ اخلاقی اصولوں کے بیان میں یہ آیت مبارکہ نقل فرمائی:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى[8]

اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو، وہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔

ایک اور مقام پر رسول کریم ﷺ کے اختیار کردہ اصول میں سے ایک اصول "دشمن اگر شکست سے پہلے توبہ کرلے تو اس پر دست درازی جائز نہیں" [9] کو بیان کرکے اس کی وضاحت میں یہ آیت مبارکہ لکھتی ہیں:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [10]

مگر وہ جنہوں نے توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفہ نے رسول اکرم ﷺ کے جنگی معرکوں میں جب اصول و آداب کا خیال رکھنے کی طرف اشارہ کیا تھا تو انہوں نے اپنی سیرت نگاری میں ان کی وضاحت میں استدلال بالقرآن کا خصوصی ذکر کیا ہے، تاکہ یہ بات ظاہر و باہر ہو جائے کہ ان کی سیرت نگاری میں مصادرِ اصلیہ کی بنیاد قرآن کریم سے خاطر خواہ استفادہ کیا گیا ہے، تاہم یہ بات بھی یہاں قابل ذکر ہے کہ دورانِ تحریر مصنفہ کا اسلوب زیادہ تر یہی رہا ہے کہ انہوں نے آیات قرآنیہ کے متون کی بجائے فقط تراجم اور ان کے حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔

استدلال بالحدیث

احادیث رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے بارے میں جاننے کا دوسرا بڑا ذریعہ ہیں، ان کی استنادی حیثیت مفکرین کے ہاں مسلّمہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی کے کثیر احوال اسی سے معلوم ہوتے ہیں۔ مصنفہ "تسنیم کوثر" نے تالیفِ ہذا میں اپنے عنوا ن سے متعلقہ احادیث و روایات کو بھی قرآنی آیات کی طرح بیانِ سیرت اور اس کی وضاحت کا حصہ بنایا ہے۔ آپ نے رسول کریم ﷺ کی جنگی خدمات، آپ ﷺ کا تصورِ جنگ، آپ ﷺ کے اختیار کردہ اصولوں اور معرکہ کے دوران جن آداب کا پاس رکھا اس کا ذکر بھی احادیث کی روشنی میں کیا ہے۔ مزید یہ کہ بسا اوقات انہوں نے ایک عنوان پر متعدد احادیث کو ایک ساتھ جمع کیا ہے۔ مثال کے طور پر تبلیغ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے آپ نے یکے بعد دیگرے 7 احادیث مبارکہ کا ذکر یوں فرمایا:

1. حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا: کس کی خیر خواہی یا رسول اللہ؟ فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے بادشاہوں کی اور عام مسلمانوں کی۔
2. حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے کسی بری بات کو دیکھے اسے چاہیے کہ ہاتھ کے ذریعے سے مٹادے، لیکن اگر اتنی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے مٹادے اور اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو اپنے دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا نہایت کمزور درجہ ہے۔
3. حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔ ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر اس وقت تم دعاء کروگے اور تمہاری دعاء قبول نہ کی جائے گی۔
4. حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قوم میں رہ کر گناہوں کا مرتکب ہو اور قوم اس کے گناہوں کو روکنے کی قدرت رکھتی ہو اور پھر نہ روکے تو اللہ ان پر موت سے پہلے عذاب نازل فرمائے گا۔
5. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو اپنی فکر کرو۔ جب تم نے ہدایت پالی تو تمہیں دوسروں کی گمراہی نقصان نہ پہنچائے گی۔ آنحضرت فرماتے تھے: لوگ جب کسی برائی کو دیکھیں اور اس کو بدلنے کی کوشش نہ کریں تو بہت ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ سب پر عذاب نازل فرمائے۔

6. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہدایت کی طرف بلانے والے کے لیے اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر ثواب ہے، جبکہ ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوتی اور برائی کی طرف بلانے والے کو اتنا ہی گناہ ہوتا ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ہوتا ہے جبکہ ان کے گناہوں سے بھی کچھ کمی واقع نہیں ہوتی۔

7. اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں آگ میں نکل پڑیں گی۔ وہ پھرے گا، جس طرح گدھا آٹے کی چکی کے گرد گھومتا ہے۔ دوزخ والے اس پر جمع ہوں گے اور کہیں گے: اے فلاں شخص! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہم کو نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں میں تم کو نیکی کا حکم کرتا تھا اور خود نہ کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا اور خود نہ رکتا تھا۔[11]

اسی طرح رسول کریم ﷺ کے اصولِ جہاد کے بیان میں 11 منتخب احادیث کو پے درپے یوں بیان فرمایا:

1. دشمنوں سے معرکہ آرا ہونے کی آرزو نہ کرو، بلکہ خدا سے امن و عافیت طلب کرو اور جب تم دشمن سے لڑو صبر سے کام لو اور اس کا یقین رکھو کہ جنت تلوار کے سائے کے نیچے ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دعاء فرمائی: یا اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے، ابر کو چلانے والے، دشمن کی فوج کو شکست دینے والے، دشمن کو شکست و ہزیمت دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

2. حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑائی تدبیر ہے۔

3. حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے۔ اس نے اصحاب کے پاس بیٹھ کر اس نے باتیں کیں اور پھر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو تلاش کرو اور مار ڈالو۔ میں نے اسے مار ڈالا۔

4. حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے زمانے میں ہم نے ابو بکر کے ساتھ جہاد کیا۔ ہم نے کافروں پر شب خون مارا اور ان کو قتل کیا۔

5. حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اصحاب لڑائی کے وقت شور و شغب اور آوازوں کو برا سمجھتے تھے۔

6. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہے لیکن وہ دنیا کے مال و اسباب کا خواہشمند ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کسی قسم کا ثواب نہیں ملے گا۔

7. حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لڑائی پر تشریف لے جاتے تو اُم سُلیم اور انصار کی دوسری عورتوں کو ساتھ لے جاتے تاکہ لڑائی کے وقت وہ لوگوں کو پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔

8. حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک ہوئی ہوں۔ میں پیچھے رہ جاتی تھی مجاہدوں کے لیے کھانا تیار کرتی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کو دیکھ بھال کرتی۔

9. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عورتوں اور بچوں کو جنگ میں قتل نہ کرو۔

10. حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: بعض لوگ خدا کے مال میں یعنی مال غنیمت میں ناحق تصرف کرتے ہیں۔ قیامت کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔

11. حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص دنیا میں اس خیال سے واپس آنے کو پسند نہ کرے گا کہ زمین میں جو کچھ ہے اس کو پھر مل جائے۔ مگر شہید اس کی آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور دس مرتبہ مارا جائے۔ اس لیے کہ وہ شہادت کی عظمت اور ثواب کو جانتا ہے۔[12]

تاہم استدلال بالحدیث کے بیان میں بھی انہوں نے استدلال بالقرآن کا اسلوب قائم رکھا ہے، یعنی احادیث کا ذکر تو فرمایا ہے لیکن اکثر و بیشتر متونِ حدیث سے صرفِ نظر کرتے ہوئے تراجم حدیث پر ہی اکتفا کیا ہے۔ مطالعہ کتاب سے مصنفہ کے اکتفاءِ تراجم پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ غالباً مصنفہ نے طوالت کے خوف سے فقط تراجم کو بیان کیا اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ کتاب کا انداز عام فہم اور مخاطبین بھی عام شہری رہے ہیں، تو مصنفہ نے عربی متون کی جانب التفاف کی بجائے فقط ترجمہ کو بیان کیا ہے۔

استدلال بالحدیث کے بیان میں یہاں ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ تخریجِ احادیث کی بجائے مصنفہ نے سابق اہل علم حضرات کے طریق کی مانند بسا اوقات فقط حدیث کی کتاب کا نام اور کبھی حدیث کا رقم یا مختصر باب وغیرہ کا ذکر کیا ہے، مکمل حوالہ عموماً نہیں دیا گیا۔ چنانچہ مصنفہ کا یہ رویہ کتاب کی سندی حیثیت اور سیرت نگاری کے اسالیب کو متاثر کرتا ہے، جس کے دورانِ مطالعہ قاری کو دقت بھی پیش آتی ہے۔

حسنِ ترتیب

مذکورہ کتاب کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں زمانی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے۔ اولاً تو کتاب میں بنیادی تقسیم تہذیب و ثقافت کا اعتبار رکھتے ہوئے کی گئی ہے جس میں اسلام اور قبلِ اسلام تہذیبوں کا تعارف اور عسکری حوالے سے مختصر تفصیلات قلم بند کی ہیں جن میں درج ذیل تہذیبیں شامل ہیں:

- عرب تہذیب
- ایرانی تہذیب
- رومی تہذیب
- یہودی تہذیب
- ہندی تہذیب
- اسلامی تہذیب

مذکورہ بالا ترتیب کے اعتبار سے دیکھا جائے تو مصنفہ نے ترتیبِ زمانی میں قبل از اسلام تہذیبوں کا پہلے ذکر کیا ہے، جبکہ اسلامی تہذیب و تمدن کا بمقابلہ دیگر تہذیبوں کا مفصل ذکر ہے۔ دوسری بات حسنِ ترتیب میں یہ قابل غور ہے کہ کمزور تہذیبوں کا ذکر پہلے جبکہ قدرے مضبوط تہذیبوں کا ذکر بعد میں ہے۔ تاہم یہاں یہ چیز بھی موجود ہے کہ مصنفہ کی رائے کے مطابق اسلام کے علاوہ دیگر تہذیبیں ایسی نہیں رہیں کہ انہیں ایک مضبوط تہذیب یا مضبوط نظام کی صورت میں بطور مثال پیش کیا جاسکے۔ چنانچہ "عرب تہذیب" کے بارے میں لکھتی ہیں:

> تہذیبی اعتبار سے حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے زمانے کی عرب تہذیب بڑی پس ماندہ تھی۔ خصوصاً اس کے ارد گرد کی دو تہذیبوں، ایرانی تہذیب اور رومی تہذیب کے تقابل میں عرب کی تہذیب کی کم مائیگی بڑی نمایاں ہو جاتی ہے۔[13]

یونہی ایرانی تہذیب کے خدوخال کے بارے میں لکھتی ہیں:

> ایران میں آتش پرستی کا رواج تھا۔ ظاہر ہے آگ اپنے پجاریوں کو ہدایت دینے اور اپنا پیغام پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنے پجاریوں کے مسائلِ زندگی کو حل کر سکے، ان میں دخل دے اور مجرموں، گنہگاروں اور مفسدوں کا ہاتھ پکڑ سکے۔ اس لیے اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مجوسیوں کا مذہب چند مراسم و روایات کا نام بن رہ گیا تھا۔[14]

پھر ایک مقام پر ایرانی اور رومی تہذیب کا دیگر تہذیبوں سے تقابل کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> اسلام سے قبل روم و ایران دنیا کی مہذب و متمدن تہذیبیں سمجھی جاتی تھیں لیکن ان کے سامنے بھی جنگ کا کوئی اخلاق

نصب العین موجود نہیں تھا۔[15]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفہ نے اپنی رائے کا اظہار تحقیقی انداز میں کیا ہے جس میں مذہب اور تہذیب کی تقابلی آراء میں حقائق کو واضح کرتے ہوئے موازنہ کیا ہے۔ کتاب ہذا کا یہ ابتدائی حصہ تھا جس میں انہوں نے زمانی اور مرتبی ترتیب کا خیال رکھا ہے جبکہ اسلامی تہذیب اور اس کی عسکریت کے متعلق پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے جب سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں عسکریتِ قرنِ اوّل اور غزوات النبی ﷺ کا ذکر کیا ہے تو اس میں مصنفہ نے صرف زمانی ترتیب کا اعتبار کیا ہے اور مندرجہ ذیل غزوات کا بالترتیب ذکر کیا ہے:

- غزوہ بدر
- غزوہ سویق
- غزوہ غطفان
- غزوہ نجران
- غزوہ بنی قینقاع
- سریہ قردہ
- غزوہ اُحد
- غزوہ بنو نضیر
- غزوہ ذات الرقاع
- غزوہ دومۃ الجندل
- غزوہ بنو مصطلق
- غزوہ خندق
- غزوہ بنو قریظہ
- صلح حدیبیہ
- غزوہ خیبر
- سریہ موتہ
- فتح مکہ
- غزوہ حنین
- غزوہ تبوک

ان تمام غزوات و سرایا میں دیکھا جائے تو مصنفہ نے زمانی ترتیب کا اعتبار کیا ہے تا کہ غزوات کے اسباب اور خدوخال بھی واضح ہوتے رہیں۔ یہاں مصنفہ کی ایک بات قابل الذکر ہے کہ انہوں نے جب رسول کریم ﷺ کے ان غزوات کا ذکر کیا ہے تو اس میں عمومی صورتحال پر مختصر اً کلام لازمی طور پر کیا ہے۔

لغات و مصطلحات کی وضاحت

کتاب میں محترمہ "تسنیم کوثر" کا منہج و اسلوب یہ بھی رہا ہے کہ انہوں نے الفاظ کی وضاحت اور ان کی تشریحات و تصریحات میں مثبت

کوشش کی ہے۔اس تناظر میں انہوں نے اسلامی،ادبی و فنی اصطلاحات کے لغوی اور تعبیری معانی پر کلام کیا ہے۔کتاب ہذا میں مصنفہ کا یہ اسلوب جا بجا سامنے آتا ہے جہاں انہوں نے کسی لفظ کا ذکر کیا ہے تو اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔مثلاً لفظ "اسلام" کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> اسلام کے لغوی معنیٰ اطاعت، جھکنے، سر تسلیم خم کرنے اور مکمل سپردگی کے ہیں اور اس کے دوسرے لفظی معنیٰ امن، سلامتی کے ہیں۔اسلام کے اصطلاحی مفہوم میں اطاعت اور فرمانبرداری کا عنصر پایا جاتا ہے یعنی اسلام میں شامل ہونے والا شخص اپنے آپ کو ہر لحاظ سے اللہ کے سپرد کر کے اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں آجاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے اس کی ہر لحاظ سے پوری پوری اطاعت کا نام ہے۔ [16]

یونہی ایک اور مقام پر اسلامی سیاسیات کے عنوان پر کلام کرتے ہوئے مصنفہ نے سیاست کے مصدر اور اس کے معانی و مفاہیم پر مختصر مگر جامع کلام یوں فرمایا:

> سیاست بروزنِ امارت ساس یسوس بروزن قال یقول سے مصدر کا صیغہ ہے۔اس باب کا مصدر سوس بروزن قول بھی آتا ہے۔سیاست اور سوس کے اساسی معنیٰ ہیں 'اصلاح کرنا اور سنوارنا'۔اس لغوی مفہوم کی مناسبت سے یہ دونوں ریاست و حکومت اور تدبیر مملکت کے معنوں میں بھی بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔اس لیے کہ حکومت اور ریاست کا مقصد عوام کی حالت سنوارنا اور اصلاح کرنا ہوتا ہے۔علامہ ابنِ خلدون کے نزدیک سیاست اور حکومت مخلوق کی نگہداشت اور ان کے مفاد کی کفالت و ضمانت کا نام ہے۔یہ سیاست خدا کی نیابت ہے اس کے بندوں پر اسی کے احکام نافذ کرنے کے کام ہیں۔ [17]

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مصنفہ نے نہ صرف سیاست پر لفظی و معنوی کلام کیا ہے بلکہ اہل فن مثلاً فقہاء و ماہر عمرانیات کے ہاں اس کے مفہوم میں موجود تفاوت کے ساتھ ساتھ سیاست کے ارکان عمارۃ الارض [18]، تنفیذ احکام اللہ [19]، مکارم الشیع [20] کو ذکر کر کے اہل علم کے ہاں سیاست کی کیا تعریف کی گئی ہے، اس پر بھی کلام کیا ہے۔یہی نہیں بلکہ الفاظ کی تعبیرات میں سے ایک اور لفظ "تبلیغ" کے معانی پر یوں کلام کیا ہے، آپ لکھتی ہیں:

> تبلیغ و ابلاغ کے لفظی معنیٰ پہنچا دینے کے ہیں۔اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کا کام ایک چٹھی رساں کی طرح محض پیغام دینے کا تھا۔قرآنی اصطلاح میں تبلیغ ایک ایسا فریضہ ہے۔جس میں سر دھڑ کی بازی لگانی پڑتی ہے۔پوری کائنات خم ٹھونک کر مقابلے پر آجاتی ہے۔دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔قدم قدم پر شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور زندگی کی آخری سانس تک ایک ایک لمحہ اسی مقصد کے لیے وقف کر دینا پڑتا ہے۔ [21]

مصنفہ کے اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نہ صرف مصنفہ نے لفظ کی تعبیر پیش کی ہے بلکہ انہوں نے قرآنیات کی رو سے تبلیغ کا اصل مدعا اور مقصد واضح کرتے ہوئے انسانی فکر کی اصلاح بھی کی ہے۔اگرچہ ہدایت اللہ کے دستِ قدرت میں ہے اور احکاماتِ الٰہیہ کی تبلیغ ایک نبی کی ذمہ داری، مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ نبی فقط پیغام رساں ہے، اس میں اسے کسی مشقت کا سامنا نہیں ہوتا بلکہ تبلیغ تو دراصل یہ ہے کہ ایک نبی احکاماتِ الٰہیہ کی تبلیغ کے دوران پیش آمدہ مسائل، مصائب، تکالیف گویا ہر قسم کی آزمائش کو پورے دل سے قبول کرتا ہے۔کتاب ہذا میں مصنفہ کا یہ اسلوب اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی تحریر کو کس قدر عام فہم اور اس کی معنیٰ خیزی کو برقرار رکھنے کی بھرپور کاوش کی ہے۔

دروس و عبر

مصنفہ "تسنیم کوثر" کی کتاب کے مطالعہ کے دوران ایک اہم بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ انہوں نے غزوات النبی ﷺ کے بیان

میں جس قدر جانفشانی سے کام کیا ہے اس میں انہوں نے غزوات سے حاصل ہونے والے دروس و عبر کو بھی خصوصی ذکر کیا ہے۔ اس سے مصنفہ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصرِ حاضر میں جو جہاد سے ایک نوعیت کی دوری مسلمانوں کے اندر پیدا ہوئی ہے اسے ختم کر کے جہاد کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ مزید یہ کہ انہوں نے مختلف غزوات سے جو اسباق حاصل ہوتے ہیں ان کا بھی بعض مقامات پر ذکر کر دیا ہے۔ جیسا کہ غزوہ خندق سے حاصل ہونے والے دروس اور اسباق پر کلام کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

1. مسلمانوں کو جنگ کے لئے ہوشیار اور تیار رہنا چاہیے۔ اپنے آپ کو غیر محفوظ رکھ کر کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔ یہ دیکھ کر کہ اتحادیوں کی فوج مسلمانوں سے بہت زیادہ اور مسلمان اتنی بڑی فوج کو شکست دینے کی حالت میں نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھود کر دفاعی جنگ لڑنے کی تجویز کو مان لیا تھا۔
2. مسلم رہنماؤں اور سرداروں کو جنگ میں دشمن کا حوصلہ پست کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرنا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے نعیم کو دشمن کیمپ میں جس طرح بے اعتمادی اور آپس میں پھوٹ ڈلوانے کی ہدایت فرمائی تھی اس سے آپ ﷺ نے یہ مثال قائم فرمادی۔
3. مسلمان اپنے اعلیٰ مقاصد اور نصب العین کو پورا کرنے کے لئے موت، بھوک، سردی اور دوسری مصیبتوں کا مقابلہ تحمل اور ثابت قدمی سے کریں۔ ثابت قدم اور بہادر مومنوں کو فتح اور کامرانی ہمیشہ انعام میں ملتی ہے۔
4. دشمن کی ہمت پست کرنے کے لئے پروپیگنڈے کی ترکیب سب سے پہلے جنگ احزاب میں رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمائی۔[22]

یونہی کتاب ہذا میں مصنفہ میثاق مدینہ جو کہ بجا طور پر دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا۔ اس کا تذکرہ بھی کیا ہے، "اہل اسلام" "مشرکین" اور "یہودیوں" کے مابین ہونے والے اس معاہدے سے حاصل ہونے والے دروس و نتائج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

1. مدینے کے منظم ہونے والے معاشرے میں خدا کی حاکمیت اور اس کے قانون کو اساسی اہمیت حاصل ہو گئی۔
2. سیاسی، قانونی اور عدالتی لحاظ سے آخری اختیار Authority محمد ﷺ کے ہاتھ آ گیا۔
3. دفاعی لحاظ سے مدینہ اور اس کے نواح کی پوری آبادی ایک متحدہ طاقت بن گئی اور قریش کی حمایت کے دروازے بند ہو گئے، نیز دفاعی لحاظ سے بھی مرکزی اور فیصلہ کن اختیار آنحضور ﷺ کے پاس آ گیا۔[23]

اس مقام پر مصنفہ نے نکاتی انداز میں رسول کریم ﷺ کی جنگی حکمتِ علمی سے ملنے والے دروس اور "میثاقِ مدینہ" کی تکمیل سے حاصل ہونے والے نتائج کا ذکر کیا ہے، جبکہ بعض مقامات پر پیراگراف اور نثری انداز سے ان دروس کا مباحث میں ذکر کیا ہے۔

نکاتی طرزِ تحریر

نکاتی طریقہ تحریر عصر حاضر کے مقبول ترین طرق ہائے تحریر میں سے ایک ہے۔ مصنفہ نے سیرت نگاری کا جو اسلوب اختیار کیا ہے اس میں انہوں نے مباحث کو نکات کی صورت بھی کئی مقامات پر بیان کیا ہے۔ جس سے قاری کے لیے بات کو سمجھنا مزید سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ کتاب ہذا میں بارہا اس طریق کے مطابق انہوں نے اہم معلومات کو درج کیا ہے۔ چنانچہ "ہندی تہذیب" کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے ہندی تہذیب میں جنگ کے جو مقاصد مختلف کتب میں رقم تھے انہیں درج ذیل عناوین کے تحت بیان کیا ہے:

1. لوٹ مار
2. شہرت و ناموری
3. اقتدار کی ہوس

4. ملک گیری کی ہوس

یونہی اسلامی معاشرے کے اصولوں درج ذیل عناوین کی صورت میں وضاحت کے ساتھ ذکر کئے:

1. مساوات
2. اُخوت
3. رشتہ نکاح
4. خیر خواہی کی فضا
5. ذمہ داری کا تصور[24]

اسی طرح مصنفہ نے ایک اور مقام پر اسلامی نظام حیات کے مختلف پہلوؤں مثلاً فکری پہلو، معاشرتی پہلو، معاشی پہلو، سیاسی پہلو کا ذکر کیا تو ان میں سے کئی مباحث کو نکاتی انداز میں تحریر کیا۔ چنانچہ "اسلامی نظامِ معیشت" کے بارے میں آپ نے کلام کرتے ہوئے جن عناوین پر تفصیلات قلم بند کیں وہ حسب ذیل تھے:

1. معاشیات اور اخلاق و مذہب
2. معاشی جدوجہد
3. حلال و حرام کی تمیز
4. حرمتِ سود[25]

مصنفہ کے اس کتاب میں اختیار کئے گئے سیرت نگاری کے اسلوب میں بس یہی نہیں تھا کہ عناوین پر کلام کیا جائے بلکہ انہوں نے اس کتاب میں نثری انداز میں بھی نکات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً جن حالات میں "جہاد" ضروری اور اس پر اخذ و استنباط رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ سے ہوتا ہے اس پر کلام کرتے ہوئے، سیرت النبی ﷺ اور اہل علم کی آراء کے تناظر میں جہاد کے مواقع کو نکاتی انداز میں یوں بیان کیا:

1. جب کفار یا دشمنان اسلام دار الاسلام پر حملہ کر کے مسلمانوں کا استیصال کرنے کے درپے ہو جائیں۔
2. جب دارُ الکفر میں رہنے والے مظلوم اور مجبور مسلمان دار الاسلام کے رہنے والے آزاد مسلمانوں کی مدد کے طالب ہوں۔
3. جب کوئی معاشرتی گروہ اپنے ماتحت یا زیر اثر باشندوں پر جبر یا دوسرے حیلوں سے طلب حق کے راستے مسدود کر دے۔[26]

یہ تمام تحریرات اس بات کی واضح اشارہ کرتی ہیں کہ مصنفہ نے کس طرح کثیر معلومات کو مختصر مگر جامع و مانع انداز میں جمع کیا ہے۔ یہ نکاتی اسلوبِ تحریر اس کتاب میں کئی مقامات پر دیکھنے میں آتا ہے۔

تجزیاتی گفتار

تجزیاتی گفتار کسی تحریر کی جان اور اس کا مغز ہوتی ہے۔ محقق معلومات اور مشاہدات کی بنا پر کسی چیز کے بارے میں جو نتائج اخذ کرتا ہے اسے وہ اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر تجزیات کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ کتاب ہذا کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تجزیاتی گفتار مواد اور مباحث کے اعتبار سے بہت کم ہے۔ مصنفہ نے زیادہ تر اقتباسات سے استفادہ کیا ہے اور انہی اقتباسات کو اپنے پیرائے میں لا تے ہوئے تجزیاتی گفتار کی صورت میں پیش کیا ہے۔ کتاب ہذا کے متعدد مقامات پر تجزیاتی کلام کے ساتھ حوالہ جات کا ذکر اکثر و بیشتر اسی جانب ہی اشارہ کرتا ہے۔ تنقیدی نظر کے اعتبار سے یہ بات کہنا عجیب نہ ہو گا کہ مصنفہ نے اہل علم کے تجزیات پر ہی اکتفا کیا ہے تا کہ ان کی علمی بصیرت اور آراء کا پاس رکھا جائے۔

مآخذ و مصادر

کتاب ہذا میں جن مآخذ و مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے وہ دو نوعیتوں کے ہیں، بنیادی اور ثانوی مآخذ۔ تاہم بنیادی مآخذ کی تعداد ثانوی مآخذ سے کم ہے یعنی مصنفہ نے اپنی کتاب میں زیادہ تر ثانوی مآخذ سے استفادہ کیا ہے اور اس میں بھی زیادہ تر برصغیر کے اہل علم اور مصنفین شامل ہیں۔ بنیادی مآخذ میں بھی جن کتب کی نشاندہی کی گئی ہے اس میں بھی زیادہ تر برصغیر کے شائع کردہ اُردو تراجم ہیں۔ عربی مآخذ و مصادر سے استفادہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

کتاب ہذا کے مآخذ و مصادر میں ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ اگرچہ اس کے مصادر اُردو مصنفین ہیں مگر ان کا انتخاب اس تناظر میں کیا ہے کہ ان کی علمی حیثیت اور قابلیت مسلّمہ ہے اور انہوں نے بطور مصنف اپنی تحریریں بطور یادگار چھوڑی ہیں جو ان کی علمی قابلیت کی روشن دلیل ہیں۔ ان میں اہم اور قد آور شخصیات میں سید قطب شہید، مولانا غلام رسول مہر، سید ابوالاعلیٰ مودودی، جسٹس عبدالحمید شیخ، مولانا شبلی نعمانی، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا صدر الدین اصلاحی، صفی الرحمٰن مبارکپوری وغیرہ شامل ہیں۔ تاہم کتاب ہذا میں جن مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کی تعداد 100 ہے مگر مصنفہ کی ذکر کردہ فہرست میں مکررات کو حذف کر دیا جائے تو 79 مآخذ و مصادر باقی رہتے ہیں، جن کی تفصیلی فہرست سے یہاں طوالت کے خدشہ کے پیشِ نظر صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔ خواہش مند کتاب کے آخر میں اس کی مفصل فہرست ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حاصلِ کلام

کتاب ہذا کے مطالعہ اور محترمہ "تسنیم کوثر" کے اسلوبِ سیرت نگاری کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اپنے عنوان "اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں" سے مکمل مطابقت رکھتی ہے اور اپنی مباحث کو سمیٹنے کے اعتبار سے بہت ہی جامع و مانع ہے جس میں مصنفہ نے اضافی تفصیلات سے اعراض کرتے ہوئے اصل اور بنیادی معلومات کی فراہمی کے ساتھ کتاب لکھنے کی مقصدیت کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے بنیادی مآخذ "قرآن" اور "حدیث" سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کیا ہے اور جہاں ضرورت پیش آئی ہے وہاں رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ اور طرزِ عمل کی مطابقت قرآن کریم کی آیات سے قائم کی ہے۔

مباحث کے اعتبار سے اس میں قبل از اسلام اور دورِ رسالت کا بیان بھی معلوماتی ہے، جن میں تقابلی طرزِ تحریر سامنے آتا ہے۔ اس کے ساتھ کتاب ہذا حسنِ ترتیب، سادہ اور آسان فہم، نکاتی طرزِ تحریر کے ساتھ مزید خوبصورت شکل اختیار کر لیتی ہے۔ تاہم اس میں جو کمی محسوس ہوتی ہے وہ مصادرِ اصلیہ کی بجائے زیادہ تر ثانوی مآخذ پر اعتماد ہے۔ مصنفہ نے اکثر مقامات پر ثانوی مآخذ اور خصوصاً برصغیر کے مؤلفین پر اعتماد کیا ہے اور اُردو تراجم پر اکتفا کرتے ہوئے عربی کتب سے بے اعتنائی اختیار کی ہے۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ مصنفہ نے غزوات النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے عسکری پہلو کو اس طرح محاسن کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جس میں تشنگی باقی نہیں رہتی۔

حوالہ جات و حواشی

1 تسنیم کوثر، **اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں**، (لاہور: صادق پبلیکیشنز، 2005ء)، ص 11۔

2 عبدالحکیم چشتی، ڈاکٹر، **فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ**، (کراچی: مکتبہ الکوثر، 2016ء)، ص 79۔

3 غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، **محاضرات سیرت**، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، 2009ء)، ص 24۔

4 سورۃ البقرۃ 192:02۔

5 ایضاً،216۔

6 تسنیم کوثر، **اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں**، ص140۔

7 سورۃ البقرۃ190:02۔

8 سورۃ المائدۃ8:05۔

9 تسنیم کوثر، **اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں**، ص140۔

10 سورۃ المائدۃ34:05۔

11 تسنیم کوثر، **اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں**، ص109-110۔

12 ایضاً، ص148-149۔

13 ایضاً، ص24۔

14 ایضاً، ص26۔

15 ایضاً، ص26۔

16 ایضاً، ص70۔

17 ایضاً، ص62۔

18 زمین کو آباد کرنا اور عمرانی تمدن قائم کرنا۔

19 خدا کے احکام کو نافذ کرنا۔

20 اخلاقِ فاضلہ اختیار کرنا۔

21 تسنیم کوثر، **اسلام کا عسکری نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں**، ص110۔

22 ایضاً، ص169۔

23 ایضاً، ص92۔

24 ایضاً، ص46-47۔

25 ایضاً، ص49-50۔

26 ایضاً، ص128-129۔